مہر اور جہیز کی بے اعتدالیاں

از: مولانا محمد انعام الحق قاسمی
ریاض، سعودی عرب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ (سورۃ النساء: ۳۴) مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّي أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَ أَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي﴾ (رواہ البخاری ومسلم) ترجمہ: میں تم لوگوں کے مقابلے میں اللہ سے ڈر اور تقوی میں بہت آگے ہوں؛ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں، افطار کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں، سوتا ہوں اور عورتوں سے شادی کرتا ہوں، پس جو کوئی بھی میری سنت سے منہ موڑے وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

مہر کی شرعی حقیقت:

ارشاد باری ہے ﴿وَآتُوا النِّسَآءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ (سورۃ النساء: ۴) اور عورتوں کے مہر بخوشی ادا کردیا کرو۔ ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَآتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ (النساء: ۲۴) پس جو لطف تم نے ان سے اٹھایا ہے اس کے بدلے ان کے مہر کو ایک فرض کے طور پر ادا کرو۔ حدیث میں ہے کہ جس نے کسی عورت سے نکاح کیا اور نیت یہ رکھی کہ مہر دینا نہیں ہے تو وہ زانی ہے اور جو مہر ادا کیے بغیر مر جائے وہ قیامت کے دن زانیوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ مقدارِ مہر کی تعیین میں بے اعتدالی نہ برتی جائے اس کی مقدار اتنی ہو کہ مرد بہ آسانی بغیر قرض لیے اسے ادا کردے ﴿لَاتَغْلُوْا فِيْ مُهُوْرِ النِّسَآءِ لِتَكُوْنَ عَدَاوَةً﴾ (مسند احمد) عورتوں کے مہر کے معاملے میں اتنا غلو نہ کرو کہ عداوت کا سبب بن جائے۔ حضرت عائشہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتی ہیں ﴿اِنَّ اَعْظَمَ النِّسَاءِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُنَّ صَدَاقًا﴾ (مسند احمد، بیہقی) سب سے زیادہ برکت والی

خاتون وہ ہے جس کا مہر سہل اور آسان ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زیادتی مہر کے بہت خلاف تھے مہر کی زیادتی نہ عزت وشرف کی چیز ہوتی ہے، نہ ہی اللہ کے نزدیک تقوی و پرہیزگاری کا عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بارہ اوقیہ سے زیادہ کسی بیوی یا بیٹی کا مہر مقرر نہیں فرمایا۔ سوائے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے جن کے مہر کو نجاشی نے طے کیا تھا۔ اور اسے حضور ﷺ کی طرف سے ہدیہ کے طور پر ادا کردیا تھا۔

قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کے عمل سے یہ صراحتاً ثابت ہے کہ مہر محض عورت کا حق ہے اور اسے نکاح کے بعد ادا کرنا فرض ہے، اگر یہ باقی رہ گیا تو یہ ایک قرض ہے جس کا ادا کرنا فرض ہوگا۔ جو معاف نہیں کیا جاسکتا یہاں تک کہ ایک حدیث کے مطابق قرض رکھنے والے شہید کو بھی معافی نہیں ہے۔ مہر کی ادائیگی میں اصل جلد از جلد ادا کرنا ہے۔ مہر کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا کہ مہر کی مقدار اتنی زیادہ مقرر کردی جائے کہ مرد کبھی بھی اپنی عورت کو طلاق دینے کی ہمت نہ کرسکے اور خدانخواستہ اگر طلاق دیتا ہے تو بطور جرمانہ اسے یہ بھاری بھرکم رقم ادا کرنی پڑیگی، یہ قرآن کریم اور احادیث کی روح کے بالکل خلاف ہے۔

جہیز کی شرعی حقیقت:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی لاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو چار چیزیں عنایت فرمائی تھیں، جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے ﴿اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا زَوَّجَ فَاطِمَةَ بَعَثَ مَعَهَا بِخَمِيْلَةٍ وَ وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَ رَحَيَيْنِ وَسِقَاءً وَجَرَّتَيْنِ﴾ (مسند احمد، الحاکم، والنسائی) رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت فاطمہؓ کا نکاح کیا تو ان کے ساتھ ایک مخملی چادر، چمڑے کا تکیہ جس کے اندر کھجور کی چھال بھری تھی، دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور دو چھوٹے گھڑے۔ جہاں تک معاملہ اس کے سنت ہونے کا ہے تو کسی طور پر اسے سنت کہنا درست نہیں ہے؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو بیٹیوں حضرت رقیہ اور ام کلثومؓ کو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیا تھا اور ان دونوں کو کوئی جہیز دینا احادیث میں وارد نہیں ہے؛ البتہ حضرت خدیجہؓ کا ہار حضرت زینبؓ کو دینا احادیث میں آتا ہے، اگر جہیز دینا سنت ہوتا تو آپ ﷺ اپنی تمام بیٹیوں کو بلاتفریق جہیز سے نوازتے۔ حضرت علیؓ کے نکاح کے وقت نہ آپؓ کا اپنا کوئی ذاتی گھر تھا اور نہ ہی کوئی سازوسامان۔ جب آپؓ کے نکاح کی خبر حضرت حارث بن نعمانؓ نے سنی تو بخوشی اپنی سعادت سمجھتے ہوئے، اپنا ایک گھر حضرت علیؓ کو رہنے کے لیے پیش کردیا۔ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ دونوں آپ ﷺ کی کفالت میں تھے۔ عبداللہ

بن عباسؓ، حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فاطمہؓ کا نکاح فرمایا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے میری بیوی کے پاس جانے کی اجازت دیجیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: هل عندك شيء تعطيها؟ اسے مہر میں دینے کے لیے تمہارے پاس کچھ ہے۔ میں نے عرض کیا: جی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری حطمیہ زرہ کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس ہے، تو فرمایا وہ اسے مہر میں دے دو (رواہ احمد، ابوداود، بیہقی)

حضرت علیؓ نے اپنی زرہ حضرت عثمانؓ سے ۴۸۰ درہم میں فروخت کردی اور جاتے وقت حضرت عثمانؓ نے وہ زرہ حضرت علیؓ کو ازراہِ محبت تحفے میں مرحمت کردی۔ اسی زرہ کے پیسے سے حضرت فاطمہؓ کے گھر گرہستی کا سامان خریدا اور حضرت عائشہ اور ام سلمہؓ کو حکم دیا کہ حضرت علی اور فاطمہؓ کے ساتھ ان کے گھر تک جاؤ۔ اس حدیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سارے سامان حضرت علیؓ کے پیسے سے خریدے گئے تھے، نہ کہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو جہیز میں دیا تھا اس کو جہیز لینے اور دینے کے لیے کسی طرح حجت نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ جو لوگ داماد اور اس کے گھر والوں کو بغیر مطالبہ کے اپنی استطاعت کے مطابق بیٹی کو جو سامان دیتے ہیں وہ تحفہ اور ہدیہ ہے۔ مہر کے ساتھ جہیز میں دیے گئے تمام سامان کی مالک لڑکی ہے، اسے بلاشرکت غیر تصرف کا حق ہے۔

جہیز کی سماجی تباہ کاریاں:

آج ہمارا معاشرہ طرح طرح کی برائیوں کی آماجگاہ بنتا جارہا ہے۔ جس کی وجہ سے امن وسکون، انسانیت، رواداری، انسان دوستی، آپسی الفت ومحبت اور بھائی چارگی کی لازوال دولت رخصت ہوتی جارہی ہے۔ آج ہمارے سماج کو جن داخلی برائیوں کا سب سے بڑا چیلنج ہے، ان میں سے ایک ''جہیز کی لعنت'' بھی ہے۔ جہیز ایک خطرناک کیڑے اور ناسور کی طرح بڑی تیزی کے ساتھ ہماری سماجی زندگی کی ہڈیوں کو گھلاتا جارہا ہے۔ جس کا ہمیں ذرہ برابر بھی احساس نہیں۔ رسمِ جہیز نے اپنے ساتھ سماجی تباہ کاری وبربادی کا جو نہ تھمنے والا طوفان برپا کیا ہے، اس نے برصغیر ہندو پاک کے معاشرہ کا جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے۔ آج ہماری سوسائٹی جہیز کی وجہ سے جن مصیبتوں میں گرفتار ہوتی جارہی ہے، وہ مختلف النوع ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے ہی ضرررساں پہلوؤں پر محیط ہیں۔ جن کو ہم ان مختلف قسموں میں بانٹ سکتے ہیں:

(۱) خانہ تباہی:

اگر لڑکی اپنی حیثیت سے زیادہ جہیز لاتی ہے تو اس کے والدین اس قدر مقروض ہوجاتے

ہیں کہ اس سے سبکدوشی کے لیے دن رات ایک کر کے اپنا چین وسکون برباد کرلیتے ہیں۔ اگر جہیز لڑکے والوں کے حسب منشا نہیں ہے تو لڑکی کو بے جا تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور طعن وتشنیع کی بوچھاڑ کرکے اس کا جینا دوبھر کردیتے ہیں اگر لڑکی والے طاقتور ہیں تو پھر مقدمہ بازی کا ایک لامحدود سلسلہ شروع ہوجاتا ہے جس میں بسا اوقات کتنے ہی گھر تباہ وبرباد ہوجاتے ہیں۔

(۲) مہر کی زیادتی:

جہیز کی لعنتوں کی مار جھیل رہا سماج اب کثرت مہر کی پریشانیوں سے دوچار ہوتا جارہا ہے؛ اس لیے کہ جب لڑکے والے جہیز کی خاطر اپنی حمیت وغیرت کا سودا کرنے پر بضد ہوجاتے ہیں تو پھر نکاح کے وقت لڑکی والے کی جانب سے مہر کی ایک خطیر رقم کی فرمائش ہوتی ہے؛ چونکہ لڑکے والے اپنی بے شرمی وبے حیائی کی وجہ سے مواقع گنوا چکے ہوتے ہیں، لہٰذا لڑکے کو مجبوراً قبول کرنی پڑتی ہے جو کہ لڑکے کی حیثیت سے زیادہ اور اس کی طاقت کے باہر ہوتی ہے۔ اور شریعت کے خلاف ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ خبردار عورتوں کے مہر میں زیادتی نہ کیا کرو؛ کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت اور اللہ کے نزدیک پرہیزگاری ہوتی تو اس کے سب سے زیادہ مستحق نبی اکرم ﷺ ہوتے مجھے نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے بارہ اوقیہ سے زیادہ پر اپنی کسی بیوی سے نکاح کیا یا اپنی کسی بیٹی کا نکاح کرایا ہو۔ اگر کوئی عورت دھوکہ سے بھی مہر کا مطالبہ کر بیٹھتی ہے تو پھر اس کی خیریت نہیں ہے، شوہر کی ناراضگی اور غصہ کا سامنا تو اس کو کرنا ہی پڑتا ہے اوپر سے ساس، سسر، نند اور دیگر اہلِ خانہ کی جلی کٹی بھی اس کو سننی پڑتی ہے؛ کیونکہ اس وقت اس کا مطالبہ شوہر اور اس کے اہل خانہ کی ناک اور انا کا مسئلہ چھیڑ دیتا ہے۔ لہٰذا کوئی عورت بھول سے بھی اس غلطی کو دہرانا نہیں چاہتی؛ حالانکہ مہر عورت کا شوہر پر جبری حق ہے، جس کا ادا کرنا شوہر پر واجب ہے، اگر ادا کیے بغیر شوہر مرجاتا ہے تو قیامت کے دن اس مرد سے اس کے بارے میں بازپرس ہوگی۔ بعض حالات میں زوجین کے مابین مزاج کی عدم موافقت یا بیوی کی بدچلنی اور بداخلاقی کے باوجود شوہر کثرت مہر کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا، پھر شوہر ایک مقید پنچھی کی طرح پھڑپھڑا کر صبر وتحمل کا راستہ اختیار کرلیتا ہے۔ اگر کوئی باغیرت انسان اس طرح کی بدچلن عورت سے نجات حاصل کرنے کے لیے عزم مصمم کرلیتا ہے تو مہر کی اس خطیر رقم کو ادا کرنے میں اپنی ہر کوشش صرف کردیتا ہے، پھر نوبت مفلسی اور محتاجگی تک آپہنچتی ہے۔ جس کا حاصل خانہ بربادی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(۳) کثرت طلاق:

رسم جہیز نے جو ہمارے سماج میں تباہی و بربادی کے دروازے کھولے ہیں، ان میں سے ایک کثرت طلاق ہے۔ آج کثرتِ جہیز کی لالچ میں طلاق دے کر اصول اسلام کا کھلا مذاق اڑایا جارہا ہے۔ اسلام نے ناگزیر حالت میں مرد کو طلاق کا اختیار دیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپنے ناجائز مطالبات کو منوانے کے لیے اس کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جائے۔ حدیث میں ہے ﴿قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلى الله عليه وسلم مَا أَحَلَّ اللّٰهُ شَيْئاً أَبْغَضَ مِنْ طَلَاقٍ﴾ (سنن ابوداود) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے، ان میں اللہ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

(۴) جہیز کے ڈر سے شکم مادر میں لڑکیوں کی نسل کشی:

جس جاہلانہ رسم وظلم کو اسلام نے آج سے چودہ سوسال پہلے ختم کردیا تھا، آج اس ترقی یافتہ دور میں جس تیزی کے ساتھ شکم مادر میں لڑکیوں کی نسل کشی کی جارہی ہے، وہ انسانیت کا بڑا ہی شرمناک پہلو ہے۔ ارشادِ باری ہے: ﴿إِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾ (سورۂ تکویر:۸،۹) اس زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ تو کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی تھی؟

(۵) جنسی بے راہ روی:

اس ترقی پذیر سماج میں جنسی بے راہ روی میں جہاں مغربی تہذیب کا اہم رول ہے، وہیں رسم جہیز کا بھی بہت بڑا دخل ہے۔ جن کے دو بہت بڑے اسباب ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ شکمِ مادر میں لڑکیوں کی مسلسل قتل کی وجہ سے لڑکیوں کی تعداد میں حیرت انگیز کمی آتی جارہی ہے، اور اس کے مقابلہ میں لڑکوں کی تعداد میں دوگنا اضافہ ہورہا ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق پنجاب و ہریانہ میں ۲۰۰۰ لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کی تعداد صرف ۱۲۰۰ ہے، کرناٹک میں ۱۰۰۰ لڑکوں کے مقابلے ۹۶۵ لڑکیاں ہیں اور جھارکھنڈ میں ۱۵۰۰ لڑکوں کے مقابلے میں ۱۱۲۲ لڑکیاں ہیں، ایسے حالات میں جوانی کی حد کو پار کرنے والے کنوارے نوجوان اپنے جنسی جذبات سے مغلوب ہوکر راستہ چلتے، چوک چوراہے یا جہاں موقع ملے سماج کی عفت مآب بیٹیوں کی عصمت تارتار کرتے ہیں۔ دوسرے بعض غریب لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی کے لیے جہیز اکٹھا کرنے میں اس قدر محو ہوجاتے ہیں کہ اسی درمیان لڑکی حدِ بلوغ کا آنگن چھلانگ چکی ہوتی ہے پھر جب اس کی جنسی خواہشات سر ابھارتی ہے تو بعض لڑکیاں پاکیزگی لٹا کر

اپنے دامنِ عفت کو داغدار کرلیتی ہیں، ان میں سے بعض خودکشی بھی کرلیتی ہیں۔

(۶) لڑکیوں کی کالا بازاری:

اس جہیز کے بھیڑیئے سے چھٹکارا پانے کے لیے بہت سے والدین اپنی لختِ جگر کو بیچنے پر مجبور ہوجاتے ہیں اور انسانی بھیڑیئے انھیں جیتے جی کوٹھوں کی سولی پر بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ اس طرح کے واقعات سے آج کل کے اخبارات بھرے پڑے ہیں۔

(۷) موت کی سوداگری:

آج جہیز کے نام پر ملت کی بے گناہ بیٹیوں کو جس طرح ہراساں کیا جارہا ہے، وہ انسانیت کا بڑا ہی شرمناک پہلو ہے، روزانہ صبح صبح آپ جب اخبار کی ورق گردانی کرتے ہیں تو جلی حرفوں میں دل دہلانے والی سرخیاں زینتِ نگاہ بنتی ہیں کہ فلاں جگہ کم جہیز لانے کے جرم میں بدن پر تیل ڈال کر آگ لگادیا گیا تو فلاں مقام پر گلا گھونٹ کر قتل کردیا گیا اور فلاں جگہ جہیزی بھیڑیوں کی ایذا رسانی سے تنگ آکر عورت نے خود ہی موت کو گلے لگالیا۔ دخترانِ ملت کی نسل کشی کا یہ سلسلہ زور پکڑتا جارہا ہے، نہ ملک کا قانون ان بے گناہوں کا مداوا بن رہا ہے اور نہ ہی حقوقِ نسواں کے علم بردار ادارے تحفظ فراہم کررہے ہیں۔ ہندوستان میں جہیزی چِتا کی بھینٹ چڑھنے والے صنفِ نازک کی جو تعداد ہمارے سامنے ہے، کسی ہوشمند اور حساس انسان کو تڑپا دینے کے لیے کافی ہے۔ ایک سروے کے مطابق ہمارے ہندوستان میں روزانہ ۱۹ عورتیں جہیز کی بلی چڑھ جاتی ہیں۔ ۲۰۰۵ء کی رپورٹ کے مطابق ہر ۷۷ منٹ پر ایک عورت جہیز کی سولی پر دم توڑتی نظر آتی ہے۔ کم جہیز لانے کی پاداش میں جو عورتیں موت کے گھاٹ اتاردی گئیں، ان کی ممکنہ اعداد شمار ذیل میں درج ہے: ۲۰۰۳ء میں ۶۲۰۸ عورتیں، ۲۰۰۴ء میں ۷۰۲۶ عورتیں اور ۲۰۰۵ء میں ۶۷۸۷ عورتیں ان میں سے اکثر قتل کے واقعات اترپردیش، بہار، مدھیہ پردیش، آندھراپردیش، راجستھان، کرناٹک، اڑیسہ، ہریانہ اور تمل ناڈو میں واقع ہوئے، جہاں جہیزی اموات کی شرح بہت زیادہ ہے۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق ۲۰۱۰ء سے لے کر آج تک ہر سال تقریباً ۹۰۰۰ نوہزار سے زیادہ خواتین کو جہیز کے معاملے کے باعث قتل کردیا گیا۔

(۸) عورتوں کی حق وراثت سے محرومی:

جہیز کے پیسے کو حلال بنانے کے لیے یہ بہانہ بنایا جاتا ہے کہ جو ہم جہیز میں لے رہے ہیں لڑکی اپنے والدین کے مال میں اتنے کا حق رکھتی ہے۔ یہ بالکل واہیات فلسفہ ہے۔ ترکہ تو مرنے

کے بعد تقسیم ہوتا ہے، زندگی میں نہیں۔

ہندو لڑکی کے لیے وراثت کا حق تسلیم نہیں کرتے، اس لیے انہوں نے ڈوری اور تلک کی رسم ایجاد کرلی، مگر دینِ محمدی میں لڑکی بھی وراثت کا حق رکھتی ہے۔ پھر ہندوؤں کے طرز کو اپنانا اور خود کو مسلمان کہنا کہاں تک درست ہے؟

مسلمانوں میں جو لوگ باا ثر ، دین دار اور قومی جذبہ رکھنے والے ہیں انھیں حتمی طور پر اس جہیز کی لعنت کے خلاف صف آرا ہونا پڑے گا اور خصوصاً نو جوانوں کو اس راہ میں قربانی دینی پڑے گی اور جہیز خوروں کو مانگ سے روکنا پڑے گا؛ تاکہ بہت ساری دوشیزائیں بن بیاہی اپنے والدین کے کمزور کاندھوں پر بوجھ بن کر بیٹھی نہ رہ جائیں، آیئے ہم سب اس لعنت سے توبہ کریں اور اپنے گھر کو نمونہ عمل بنائیں!

و ما علینا إلاّ البلاغ

❁ ❁ ❁